اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی۔
اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آ چکی تھیں اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔
(سورۃ آل عمران 105)

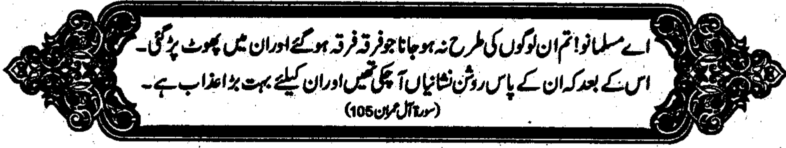


ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

اتحادِ اُمّت

مولف سیّد محمد سعید الحسن شاہ

ناشر نور الھدیٰ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)
گلشن سعید مانانوالہ نزد پرانی چونگی، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد



اتحادِ اُمّت

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

مؤلف
سیّد محمد سعید الحسن شاہ

ناشر
نور الہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) فیصل آباد
گلشن سعید مانانوالہ نزد پرانی چونگی، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

نام کتاب.......................... اتحادِ اُمت

مؤلف..........................سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ

تعداد.......................... 1100

بار اوّل 1985ء

سن موجودہ[1] جدید ایڈیشن.......................... 2012ء

مطبع.......................... حزب الاسلام پرنٹر

کمپوزنگ.......................... ایم خالد اقبال

ہدیہ.......................... 40روپے

ناشر.......................... نور الہدیٰ فاؤنڈیشن

گلشنِ سعید مانانوالہ فیصل آباد

ویب سائٹ Noor-ul-Huda Foundation-co-cc

ملنے کے پتے

(1) مرکزی دفتر: نور الہدیٰ فاؤنڈیشن گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

(2) الحسن بک سنٹر کارنر رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد، فون نمبر 041-2615290

(3) مکتبۃ السعید نزد جامع مسجد غوثیہ رضویہ چوک نشاط آباد، فیصل آباد، فون نمبر 0300-7256692

(4) حزب الاسلام پرنٹرز مدینہ مارکیٹ امین پور بازار فیصل آباد، فون نمبر 0300-6689936

(5) مکتبہ نوریہ رضویہ: گلبرگ اے فیصل آباد

---

[1]: بار اوّل سے لے کر اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک اللہ (تعالیٰ)، ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، ایک قرآن کو ماننے والی قوم مسلم آج گروہ بندیوں کا شکار نظر آتی ہے۔ نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں ایک قبلہ کی طرف منہ کر کے بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہونے والے ایک دوسرے پر کفر، شرک، بدعت کے اور نہ جانے کیا کیا فتوے لگا رہے ہیں۔ دشنام طرازی کی توپوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں۔ ایک فرقہ کا پیروکار دوسرے پر پھبتیاں کسنا، مذاق اڑانا، اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا گویا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ دین متین کے محافظ علماء کرام کے روپ میں کچھ ایسے علماءِ سو پیدا ہو چکے ہیں کہ جن کا مقصد ہی لوگوں کو لڑانا اور بھڑکانا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ علم قرآن وحدیث رکھنے کے دعویدار علماء اپنے ہاتھوں منبر ومحراب کے تقدس کو پائمال کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں کسی دوسرے سے بھلائی کی توقع یقیناً عبث ہوگی۔ کیونکہ ؎

ع جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگیں

وہ مساجد وہ خانقاہیں، وہ دینی مدارس اور ادارے کہ جہاں سے اتحاد ملت کی صدا بلند ہونی چاہیے تھی وہاں سے افتراق ملت کا شور وغوغا برپا ہو رہا ہے افسوس کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی

بندہ ناچیز (مؤلف کتاب ہذا) اپنے ذی وقار علماء کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" [1]

---

[1] ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔

کی عملی مثال بن کر وارثانِ علوم انبیاء ہونے کا صحیح حق ادا کریں اور قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے میں بھرپور کردار ادا فرمائیں۔ ورنہ آپ یہ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ گرفت آپ ہی کی ہوگی۔ اس میں شک نہیں مِنْ حَیْثُ القوم ہم تمام مسلمانوں پر "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (۱)...... الخ کے مطابق یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم سب اپنے طور پر اپنے اپنے قبیلے، خاندان، اہل محلہ کو خصوصی اور دیگر احباب کو عمومی طور پر صراط مستقیم کی ہدایت کرتے رہیں لیکن علماء کرام پر یہ فرض بدرجہ اتم عائد ہوتا ہے کہ وہ قوم کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کریں، کیونکہ جس کا درجہ جتنا بلند ہوگا اس کیلئے سزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی۔ اس چیز کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں علماء حق اور سوء کے متعلق کچھ احادیثِ مبارکہ نقل کرتا ہوں۔

علماء حق کی فضیلت:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے، بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔

(بخاری، مسلم)

کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابو درداء کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اے ابی درداء میں تمہارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آیا ہوں اور اس کے سوا مجھے کوئی بھی کام نہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہو اور میں وہ سننے کے لئے حاضر ہوا ہوں، ابو درداء نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جو علم طلب

۱: تم ایک بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔

کرنے کے لئے کسی راہ پر چلے، اللہ اسے جنت کی راہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی رضامندی کیلئے (اس کے پاؤں تلے) بچھاتے ہیں بیشک ہر وہ چیز جو بھی زمین و آسمان میں ہے وہ بھی اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالم دین کیلئے استغفار کرتی ہیں اور عالم دین کی فضیلت عابد وزاہد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر تحقیق علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ تحقیق انبیاء کرام درہم و دینار اپنے ورثہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے علم ورثہ میں چھوڑا ہے۔ جس نے اسے حاصل کیا، اس نے کامل حصہ لیا۔" (احمد فی المسند 196/5، ترمذی حدیث رقم 2682، ابوداؤد حدیث رقم 3641، ابن ماجہ حدیث رقم 223، دارمی حدیث رقم 342)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت تر ہے۔

(ترمذی حدیث رقم 2681، ابن ماجہ حدیث رقم 222)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ سب سے زیادہ سخی ہے، پھر تمام بنی آدم سے میں سخی ہوں۔ میرے بعد وہ شخص سخی ہے جس نے علم سیکھا، پھر اسے پھیلایا۔ وہ قیامت کے دن آئے گا۔ وہ امیر ہوگا یا فرمایا کہ اکیلا ہی جماعت (کے برابر) ہوگا۔ (بیہقی فی شعب الایمان حدیث رقم 1767)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عملوں کا ثواب باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یا علم کہ جس سے (دینی) نفع حاصل کیا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ یعنی عالم دین کو مرنے

کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔(صحیح مسلم حدیث رقم 14-1631، ابوداؤد حدیث رقم 2880، نسائی حدیث رقم 3651، ترمذی حدیث رقم 1376، احمد 372/2)

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل فرمائی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام اہل آسمان اور زمین حتّٰی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو تعلیم دینے والے (عالمِ دین) کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم، ترمذی حدیث رقم 2685)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دوست رکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے والوں کو دیکھے، تو وہ (دین کے) طالب علموں کو دیکھ لے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ طالب علم عالمِ دین کے دروازے پر نہیں جاتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کی عبادت درج فرماتا ہے اور ہر قدم کے عوض جنّت میں ایک شہر تیار فرماتا ہے اور وہ جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔(نزہۃ المجالس، تفسیر کبیر)

مذکورہ بالا روایات سے علماء حقّہ کی قدر ومنزلت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے برعکس علماءِ سوء کے متعلق جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سے کچھ ملاحظہ فرمائیے۔

علماءِ سوء:

حضرت عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، پس چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ

میں پائے۔ (صحیح بخاری حدیث رقم 3461، ترمذی رقم حدیث 2669، احمد 159/2)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جس سے علم کی بات پوچھی گئی، پھر اس نے اس کو چھپالیا، قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(احمد 263/2، ابوداؤد حدیث رقم 3658، ترمذی حدیث رقم 2649، ابن ماجہ حدیث رقم 2261)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن پاک میں (محض) اپنی عقل سے کچھ کہا (یعنی تفسیر کی) پس چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔ (ترمذی رقم الحدیث 2950)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جلّ شانہٗ کی جُبُّ الحزن سے پناہ پکڑو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُبُّ الحزن کیا ہے؟ فرمایا جہنّم کی ایک وادی ہے جہنّم اس سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون بدبخت داخل ہونگے؟ فرمایا اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے قاری (یعنی عالم)۔ (ترمذی شریف) ابن ماجہ میں اتنا زیادہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بُرے قاریوں (یعنی علماء) سے وہ ہیں جو امراء کو خوش کرنے کیلئے (ان سے) ملاقات کرتے ہیں۔ محاربی نے کہا اس جگہ ظالم حکمران مراد ہیں۔

(ترمذی حدیث رقم 2383، ابن ماجہ حدیث رقم 256)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف اسلام کا نام ہی رہ جائے گا۔ (عمل نہ ہوگا) قرآن محض رسمی طور پر رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں تو آباد ہوں گی، مگر فی الحقیقت ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے

بدترین مخلوق ہیں، ان کے نزدیک سے فتنہ اٹھے گا اور ان ہی میں لوٹ آئے گا۔
(بیہقی فی شعب الایمان، حدیث رقم 1908)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ بدترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا (یعنی ہدایت نہ پائی اور نہ ہی نصیحت کی)۔ (دارمی حدیث رقم 262)

احوص بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برائی کے متعلق سوال کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھ سے شر کے متعلق سوال نہ کرو، بلکہ مجھ سے خیر کے متعلق ہی سوال کرو، تین مرتبہ یہی کلمات ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا خبردار! بُروں میں بدترین برے علماء ہیں اور بھلوں میں بہترین اچھے علماء ہیں۔ (دارمی فی السنن حدیث رقم 370)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رواج دے (یعنی نکالے) اس کیلئے اس کا ثواب ہے اور اس شخص کا ثواب بھی کہ جس نے اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور جس نے بُرے طریقے کو رائج کیا (یعنی نکالا) اُس پر اس کا گناہ ہے اور ان لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس کے بعد اس (طریقے) پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کمی ہو۔'' (صحیح مسلم حدیث رقم 1017-69، نسائی حدیث رقم 2554، ترمذی حدیث رقم 2675، احمد 359/4)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی وہ علم سیکھے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے (یعنی علم دین) لیکن وہ (خدا تعالیٰ کی رضا کے بجائے) اس لئے سیکھتا ہے کہ دنیا حاصل کرے

وہ قیامت کے دن (جنت تو در کنار) جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

(احمد 338/2، ابوداؤد 3664، ابن ماجہ 252)

حکومت کی کاسہ لیسی کرنے والے علماء جو حق کہنے سے ہچکچاتے ہیں وہ عبرت حاصل کریں۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا۔ ایک ایسا گروہ ہوگا جو اچھا کہیں گے اور بُرا کریں گے وہ قرآن کریم پڑھیں گے جو ان کی گردن کے نرخرے سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ دین کی طرف نہیں لوٹیں گے، یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ لوگ بدترین لوگوں میں سے ہوں گے۔ خوشحالی اس شخص کیلئے ہے کہ جو ان کو قتل کردے اور وہ اس کو قتل کردیں وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں گے (یعنی تبلیغ تو کریں گے) حالانکہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ان سے جو لڑائی کرے گا وہ اللہ کے نزدیک ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا۔

(ابوداؤد حدیث رقم 4765، احمد 224/3)

خارجیوں کے متعلق حضرت شریک بن شہاب کی روایت ہیں حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے تقسیم فرما دیا دائیں جانب والوں کو بھی دیا اور بائیں جانب والوں کو بھی، مگر پیچھے بیٹھنے والوں کو نہ دیا۔ آپ علیہ السلام کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ وہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔ اس کے بال منڈے ہوئے تھے

اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضور علیہ السلام (اس کی بکواس سن کر) سخت ناراض ہوگئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے زیادہ انصاف والا انسان تم نہ دیکھو گے پھر فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی۔ گویا یہ شخص ان میں سے ہی ہے، وہ (لوگوں کو سنانے کے لئے) قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کی گردنوں کے نرخرہ سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ (عالم وقاری ہونے کے باوجود) اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کا آخری ٹولہ مسیح دجّال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان کو ملو، ان کو قتل کر دو، وہ انسانوں اور جانوروں میں سے بدترین ہیں۔

(سنن نسائی حدیث رقم 4103، مشکوۃ رقم حدیث 3553)

اس موضوع یعنی علماءِ حق کی فضیلت اور علماءِ سوء کی تذلیل پر بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں، بلکہ حضور علیہ السلام نے علماءِ سوء کے سربراہ کی جائے پیدائش اور قبیلہ کے نام تک سے مطلع فرما دیا۔ اگر ہم ان تمام باتوں کو یہاں پوری شرح وبسط کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لائیں تو نہ صرف گفتگو دراز ہوگی بلکہ یہ مختصر رسالہ بننے کی بجائے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ ایک عقل مند و دانا کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور سمجھنے کیلئے نقل کردہ چند ایک احادیث مبارکہ ہی کافی ہیں۔ (اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو)

مذکورہ بالا احادیث مقدسہ کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ تمام احباب جو منصبِ علماء پہ فائز ہیں ذرا غور فرمائیں کہ وہ کن علماء کا کردار ادا کر رہے ہیں؟ خدانخواستہ کہیں داعی الی اللہ ہونے کی بجائے داعی الی النار تو نہیں بن رہے۔

آج جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو (اگر وہ مذہبی قسم کا آدمی ہو تو) یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا مخاطب سنّی ہے یا شیعہ؟ بریلوی ہے کہ

دیوبندی؟ مقلّد ہے کہ غیر مقلّد؟...... آخر......

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

باوجودیکہ انسانیت کو تفرقہ بازی کے دوزخ میں دھکیلنے والے مختلف چہروں کے ساتھ برسرِ عمل ہیں مگر اس جگہ صرف ان بزرگوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا جائے گا کہ جو علماء کرام کے شاندار اور پرکشش رُوپ میں اسلام کا نام لے کر لڑائی کرواتے ہیں اور مرنے والوں کو شہادت کا مژدہ سناتے ہیں جو مسند علماء پر تشریف فرما ہو کر بھی تعصّب، حسد، بغض، حقائق سے چشم پوشی جیسے جہالت کے اندھے کنوؤں میں گرے ہوئے ہیں۔ فی الحقیقت یہ علماء کرام نہیں بلکہ ذی وقار وارثانِ علوم انبیاء کے مقدس نام کو دھبہ لگانے والے ہیں۔ علماء کرام کی توہین دین متین کی توہین ہے اور یہ سخت حرام ہے، اس جگہ یہ بھی گزارش کرونگا کہ ہر ایرے غیرے کے قول و فعل کو دلیل بنا کر علماء کرام کو نشانہ نفرت نہیں بنانا چاہیے بلکہ بحیثیت مسلمان ہر شخص کے دل میں اپنے دینی راہنماؤں کی عزت ہونی چاہیے کیونکہ ان کی عزّت صرف اس لئے کہ جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف لانے والے ہیں اس نیت سے کی جانے والی عزت علماء کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول علیہ السلام کی عزّت ہے۔

مختلف فرقے:

زیادہ باریکی میں جائے بغیر پاکستان کے مسلمانوں کو پہلے دو فرقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک جو خود کو اہل قرآن کہلاتے ہیں اور احادیث مبارکہ کا انکار کرتے ہیں دوسرے جو قرآنِ پاک کے ساتھ ساتھ احادیث نبویّہ پر عمل کرنا جزوِ دین خیال کرتے ہیں۔

ا۔ اہلِ قرآن یا منکرینِ حدیث:

ہر صاحب خرد و ہوش اس حقیقت سے آشنا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اعمال وارکان اسلام کی زیادہ وضاحت وتشریح نہیں، اس کا معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک ایک نامکمل کتاب ہے بلکہ یہ تو ایک کامل ترین کتاب ہے۔

اگرچہ کلامِ خداوندی کی دنیا کی کسی چیز سے مثال تو نہیں دی جا سکتی ہے مگر محض سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مثلاً آپ پیپل یا بڑ کے درخت کا بیج دیکھیں کہ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے یعنی تقریباً چیونٹی کے سر کے برابر ہوتا ہے اور ہر عقلمند جانتا ہے کہ اس بیج میں پیپل یا بڑ کا گویا پورا درخت ہوتا ہے۔ اس درخت کا بھاری بھر کم تنا بھی، دور دور تک پھیلے ہوئے ڈال، لہلہاتے ہوئے چوڑے پتے، بلکہ اس کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام درخت بھی اسی بیج کے اندر سمائے ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی بیج لے کر میز پر رکھے اور چھوٹے چھوٹے اوزاروں سے اس کا آپریشن کر کے مطلوبہ تنا، ڈال پتے اور درخت نکالنا چاہے تو ناممکن ہے اور پھر آپ یہ بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ بیج نامکمّل ہے یعنی بیج بھی مکمّل ہے مگر آپ کو وہ سب کچھ حاصل کرنے کیلئے بیج کو کسی زرخیز زمین میں دفن کرنا ہوگا۔ پھر مناسب مقدار کی نمی اور وقت درکار ہے وہ ایک ننھے سے پودے کی شکل میں نمودار ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ عظیم الشان درخت بن جائے گا۔

بلاتشبیہ ایسے ہی قرآن پاک کہ ہے تو مکمّل ترین کتاب مگر، ہمیں اُس سے تب ہی پورا فائدہ ہوگا کہ ہم اپنی عقل کے مطابق ہی آپریشن کرنے نہ بیٹھ جائیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔ مثلاً قرآن پاک نے فرمایا کہ نماز قائم کرو (پڑھو) مگر صراحت کے

ساتھ یہ نہ ارشاد فرمایا کہ ایک دن میں کتنی نمازیں پڑھو یا کس نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؟ یا ایک رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؟ نیز نماز پڑھنے کی ترکیب اور طریقہ کیا ہے؟ ایسے ہی یہ تو ارشاد ہوا کہ زکوۃ دو، مگر یہ وضاحت نہ فرمائی کہ نصاب کتنا ہے؟ کتنے فیصد دی جائے۔ زندگی میں ایک بار ہی دی جائے یا ہر سال؟ پھر پالتو جانوروں کی زکوۃ کیا ہے؟ سونے چاندی کی کیا ہے؟ زراعت کی کیا ہے؟ یونہی حکم ہوا حج کرو مگر کیسے کرو؟ کس مہینہ میں کرو؟ کس تاریخ کو کرو؟ عمر میں کتنی بار کرو؟ اس کے ارکان وواجبات کتنے ہیں؟ کفارہ کب اور کتنا دینا ہوگا؟ یہ وضاحت نہ فرمائی۔ ان تمام تراکیب وتشریح کے لئے ہمیں احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اگر ضد یا ہٹ دھرمی نہ ہو تو کوئی بات نہیں کہ منکرین حدیث احباب بھی حدیث پاک کی افادیت تسلیم کرلیں۔

۲۔عامل بالقرآن والحدیث:

یہ فرقہ قرآن وحدیث دونوں پر عمل کا دعویدار ہے۔ اس کے پھر دو فرقے ہیں: (۱) شیعہ۔ (۲) سنی۔ ان حضرات کی کتب احادیث وفقہ جدا جدا ہیں۔ ان دونوں گروہوں (شیعہ، سنی) میں شدید اختلاف صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب شیعہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان کو کافر قرار دیتے ہوئے تبرا بازی کرتے ہیں اگر یہ حضرات تھوڑی سی احتیاط برتتے ہوئے یہ خیال فرمائیں کہ اگر اصحاب ثلاثہ واقعتاً (معاذ اللہ تعالیٰ) منافق یا کافر تھے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان کی اقتداء میں نمازیں کیوں ادا کیں؟ ان کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا؟ ظالموں کی سلطنت سے ہجرت کیوں نہ کی، جبکہ سورۃ النساء کی آیت ۹۷ میں ایسی جگہ سے ہجرت کر جانے کا حکم

ہے۔ اس کے برعکس آپ خلافت اصحاب ثلاثہ برحق خیال کرتے ہوئے مالِ غنیمت سے حصہ بھی لیتے رہے۔ (ا)

مجھے اس جگہ کسی فرقہ کو باطل اور کسی کو حق ثابت کرنا مقصود نہیں، بلکہ اسلام کے نام پر دست وگریبان ہونے سے باز رکھنا مقصود ہے۔ خود اندازہ کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں کہ "مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَتُ عَلَيْهِ۔"

"جس نے کسی ایسے پر لعنت کی جو کہ قابلِ لعنت نہیں تو لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر آجاتی ہے یعنی وہ خود ملعون ہو جاتا ہے۔"

کسی ایمان والے کو کافر کہنے والا خود ملعون و کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہل بیت اطہار اور آلِ پاک کے ساتھ دلی طور پر بغض رکھا وہ ملعون ہے تو بلاشبہ اس نے صحیح کہا۔ جس کے دل میں بغض ہو گا اس پر لعنت ہو گی خواہ مخواہ بعض بزرگوں کے اسماء گرامی ذکر کر کے اپنے ایمان کو داؤ پر لگانا کہاں کی دانشمندی ہے؟

بعض متاخرین شیعہ علماء اُمّتِ مسلمہ سے افتراق وتفریق مٹاتے اور احساس ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ایمانِ صحابہ کا انکار نہیں کرتے۔ اس وقت میرے سامنے اخبارِ جنگ لاہور مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۳ء بروز اتوار موجود ہے جس کے صفحہ اوّل کالم نمبر ۸، ۷ پر دو کالمی سرخی ہے: صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے نیچے دوسری لائن ہے "اہل تشیع چاروں یارانِ نبی کا احترام کرتے ہیں۔" (علامہ نصیر الاجتہادی)

ا: حضرت صدیق اکبر کے زمانے میں مالِ غنیمت سے ملنے والی لونڈی حضرت علی مرتضٰی نے قبول فرمائی جن سے حضرت محمد بن حنفیہ کہ جن کو امام حنیف کہا جاتا ہے پیدا ہوئے۔ (ابن خلدون) حضرت فاروق اعظم کے زمانے میں آنے والے مالِ غنیمت سے حضرت علی مرتضٰی نے اپنے شہزادے امام حسین کے لئے لونڈی منتخب فرمائی جن سے حضرت امام علی اوسط کہ جن کو زین العابدین کہا جاتا ہے پیدا ہوئے۔

آگے تفصیل درج ہے جس میں علامہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ ہم شیعہ سنّی ایک ہی نبی کے ماننے والے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یاران (ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ جو بھی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (ملخصاً)

علامہ صاحب کوئی معمولی قسم کے مولوی صاحب نہیں، بلکہ اہلِ تشیع کے ممتاز لیڈر اور عالمِ دین ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ مجلسِ شوریٰ کے معزز رکن بھی رہے۔ ان کے اس ارشادگرامی کے بعد مزید تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ میں تمام شیعہ حضرات سے درخواست کرونگا کہ وہ علامہ صاحب کے اس ارشادگرامی پر عمل فرمائیں تاکہ نہ صرف آخرت سنورے، بلکہ اختلاف بھی ختم ہو جائے اور ہم سب ملکر اپنے خدا اور رسول کے دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوسکیں۔ تعزیہ یا علم وغیرہ پر اتنی شدّت سے اختلاف رُونما نہیں ہوتا...... مگر پھر بھی عظیم شیعہ مملکتِ ایران کے صدر جناب خامنہ ای کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا۔ ایران کے صدر خامنہ ای نے کہا:

''یوم عاشورہ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروّجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ انھوں نے نمازِ جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عَلَم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ یہ محراب وگنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشورہ کی روح کے منافی ہے، کیونکہ یہ تفریح کا دن نہیں۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنہ ای نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدھم ہونا چاہئے اور عزاداری کے مقامات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔ لوگوں کو ماتم پر اکسانا

نہیں چاہیے اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہونی چاہیے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ، ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء صفحہ اوّل کالم نمبر ۷)

یہ صرف اخباری بیان ہی نہیں، جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ شیعہ مجتہد امام خمینی کا فتویٰ بھی ہے اندازہ کیجئے کہ ذمہ دار قسم کے شیعہ حضرات کے ان بیانات کی روشنی میں ہم کتنی راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ آخر میں مَیں ایک بار پھر شیعہ حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے علماءِ کرام کے ان فرمودات پر ذرا غور فرمائیں اور عمل کریں۔

سنّی حضرات:

شیعہ کے مقابل دوسرے مختلف گروہوں کو سنّی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں خارجیوں (ل) کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے جو کہ گستاخ اہلِ بیت و آلِ رسول ہونے کی وجہ سے اہلِ سنّت کے نزدیک اتنے ہی قابل نفرت و حقارت ہیں جتنے کہ اہل تشیع کے نزدیک۔ اور یہ فرقہ فی زمانہ کھل کر سامنے آنے کی بجائے منافقانہ انداز میں سرگرمِ عمل ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو غارت فرمائے۔ اس فرقہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مخصوص نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ ہم یہاں ان کی تفصیل تو درج کرتے، مگر یہ رسالہ نہ تو اتنی تفصیل کا متحمل ہوسکتا ہے اور نہ ہی ہم اس جگہ اسلامی فرقوں کا کوئی تقابل پیش کر رہے ہیں بلکہ یہ انتہائی معمولی تعارف ہے۔ اس فرقے کی چند ایک تعارفی احادیث علماءِ سوء کے تحت نقل کی جا چکی ہیں، ان ہی پر صرفِ نظر کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

خارجیوں کے سوا لفظ سنّی میں جن فرقوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ وہ غیر مقلد اور مقلد ہیں۔ غیر مقلد کو اہلِ حدیث (نسبت کی وجہ سے وہابی) اور مقلد کو اہل سنّت

ل: کچھ عرصہ قبل اس فرقہ کی بعض کتب مثلاً "رشید ابن رشید"، "سیدنا امیر المومنین یزید" (معاذ اللہ) وغیرہ حکومت نے ضبط کر کے ناقابلِ اشاعت قرار دے دی تھیں۔

(نسبت کی وجہ سے حنفی) کہا جاتا ہے۔

غیر مقلّد:

فی الحقیقت غیر مقلّد ہونا ناممکن ہے (۱) جیسا کہ خود ان کی نسبت سے ظاہر ہے کہ وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔

پھر کسی بھی حدیث کے صحیح، حسن، غریب یا موضوع وغیرہ کو سمجھنے کے لئے کسی نہ کسی محدث کی پیروی کرنا پڑے گی۔ اسی طرح کسی ایک مسئلہ پر دو مختلف حدیثیں ہیں تو کسی ایک پر عمل کرنے کے لیے کسی نہ کسی کی تقلید کرنا ہوگی۔ وہ تقلید خواہ استاد کی ہو، محدث کی ہو یا محلے کے مولوی صاحب کی ہو۔ بہر حال تقلید ہوگی، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے سوا ذاتی طور پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس نے یہ حدیث اپنے کانوں کے ساتھ زبانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی...... مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ۔ (یعنی کچے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کیلئے مغفرت کی دعا کی جائے۔)

(ابی داؤد حدیث رقم 3180، ترمذی حدیث رقم 1031، نسائی حدیث رقم 1942، احمد 247/4، ابن ماجہ 1481، مشکوٰۃ 1667)

اسی باب کی تیسری فصل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "کچے بچے کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث ہوگا نہ کوئی اس کا وارث ہوگا۔ یہاں تک کہ آواز کرے"۔

(ترمذی حدیث رقم 1032، ابن ماجہ حدیث رقم 1032، مشکوٰۃ حدیث رقم 1691)

اسی طرح مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱: تفصیل کے لئے مصنف کی تصنیف "صلوٰۃ الرسول" کا مطالعہ فرمائیں۔

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ”گائے کی قربانی سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات ہی کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم حدیث رقم 1318/352، ابوداؤد حدیث رقم 2808، نسائی حدیث رقم 4393، مشکوٰۃ حدیث رقم 1457)

اسی باب کی دوسری فصل میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آ گئی۔ (آگے الفاظ ہیں) فَشْتَرَکْنَا فِی الْبَقَرِ سَبْعَۃً وَفِی الْبَعِیْرِ عَشَرَۃً۔ ”یعنی ہم (قربانی میں) گائے میں تو سات شریک ہوئے اور اونٹ میں دس۔ (ترمذی حدیث رقم 1501، نسائی حدیث رقم 4393، ابن ماجہ حدیث رقم 3131، احمد 275/1، مشکوٰۃ حدیث رقم 1469)

اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کی متعارض دو روایتوں پر عمل نہیں ہوسکتا۔ کسی ایک پر عمل کرنا ہوگا۔ کس پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں۔ اسی چیز کو واضح کرنے کیلئے کسی نہ کسی کی پیروی کی جاتی ہے، وہ پیروی خواہ امام ابوحنیفہ کی ہو یا امام مالک کی، امام شافعی کی ہو، یا امام احمد بن حنبل کی، وہ پیروی خواہ کسی محدث کی ہو یا عالم کی یا محلے کے امام مسجد کی ہو یا اپنے نفس کی، بہرحال پیروی تو کرنا ہی ہوگی تو جس کے نزدیک جو زیادہ قابل اعتماد ہے اس کی پیروی کرلے، یہی عمل تقلید ہے۔

نام نہاد غیر مقلّد حضرات دوسروں کو بدعتی یا گمراہ کا خطاب عطا فرما کر کم از کم فضا کو تو مسموم نہ فرمائیں۔ اُمتِ مسلمہ کی حالت زار پر رحم فرمائیں، اس اُمّت کے پہلے ہی کونسے کم دشمن ہیں جو کہ روز و شب اس کے خلاف مکروہ قسم کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر بھی ان کے شریکِ عمل ہو جائیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

مقلّد (اہل سنّت حنفی):

یہ حضرات امام ابوحنیفہ کے مقلّد ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترین ہے، بلکہ اکثر کے نزدیک آپ تابعی ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت، کمالِ علم اور بے مثال حدیث فہمی کی بناء پر اُن کو امامِ اعظم کہا جاتا ہے، بلاشبہ اُن کا مقلد ہونا عظیم شرف کا باعث ہے، مگر افسوس کہ برصغیر پاک و ہند میں اُن کی تقلید کے دعویدار بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ یعنی بریلوی، دیوبندی۔ دراصل بریلی اور دیوبند بھارت کے دوشہروں کا نام ہے، اس لئے ضروری نہیں کہ بریلی کا ہر باشندہ وہی عقیدہ رکھتا ہو جو ان حضرات کا مشہور ہے اسی طرح ضروری نہیں کہ دیوبند کے ہر شہری کا وہی عقیدہ ہو جو ان کی طرف منسوب ہے، بلکہ بہت سے لوگ جو کبھی بریلی بھی نہیں گئے یا کسی دوسرے شہر کی طرف منسوب ہیں جیسے علماء بدایوں وغیرہ یہ سب ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ یونہی دیوبندی حضرات کا عقیدہ رکھنے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی دیوبند دیکھا بھی نہیں۔

دیوبندی:

دیوبندی حضرات عقیدہ کے لحاظ سے غیر مقلد حضرات سے بہت متاثر ہیں۔ گویا عمل کے اعتبار سے "حنفی" اور عقیدہ کے لحاظ سے "وہابی" ہیں اور یہی بات دونوں حنفی گروہوں کے درمیان باعثِ نزاع ہے۔

ابتداء میں علماء دیوبند بھی "تحریک وہابیہ" کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب "شہاب ثاقب" میں صفحہ نمبر ۴۲ پر بانی تحریکِ وہابیہ محمد بن عبدالوہاب کے لئے مسلمانوں کا قاتل، باغی، ظالم، فاسق جیسے الفاظ استعمال کیے اور ان کے عقائد بیان کرتے ہوئے بتایا:

"ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس

سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔" (شہابِ ثاقب از حسین احمد مدنی صفحہ:۴۶) (نعوذ باللہ)

علماء دیوبند تحریکِ وہابیہ سے کتنے متنفر تھے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ بھی کتاب "شہابِ ثاقب" میں وہابیہ کے ایسے ہی عقائد بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ اُن کو وہابیہ خبیثہ تحریر کیا، مگر حسین احمد مدنی بعد میں خود ہی ان کے ہمنوا بن گئے۔ گویا جن عقائد پر خود کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے تھے، انہی کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے علماء دیوبند اور علماء بریلی کے درمیان پیدا شدہ اختلاف ختم کرنے کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن اور دیگر اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ بنام "فیصلہ ہفت مسئلہ" تالیف فرمایا مگر افسوس کہ علماء دیوبند نے ان کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا، اگر ان کے فیصلہ اور حکم کو تسلیم کرتے ہوئے افراط و تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راہ اختیار کر لی جاتی تو شاید آج اتنے شدید اختلاف نظر نہ آتے۔

باعثِ نزاع عبارات اور علمائے بریلی کے اعتراضات:

دورِ حاضر میں باعثِ نزاع علماء دیوبندی کی وہ تحریریں ہیں جو ان کی کتب میں جا بجا پائی جاتی ہیں علماء بریلی کے نزدیک عبارات میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے جو کہ کفر ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والوں کو زیبا نہیں دیتا، جبکہ علماء دیوبند اُن عبارات کو بے غبار ثابت کرتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆......"اپنے ارادہ سے تصرّف کرنا، اپنی خواہش سے مارنا جلانا......(وغیرہ بہت سی اشیاء) یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اور کسی انبیاء، اولیاء، پیر، شہید، بھوت، پری کی

یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے، اُس سے مرادیں مانگیں...... (وغیرہ وغیرہ) وہ مشرک ہو جاتا ہے۔"

"تقویۃ الایمان" کی عبارت میں اس جگہ تک کسی کو بھی اعتراض نہیں، بلکہ اسے سب تسلیم کرتے ہیں۔ قابلِ اعتراض اس عبارت کا حصہ یہ ہے:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہے۔"

(تقویۃ الایمان صفحہ:۳۶ اہل حدیث اکادمی لاہور)

علماء بریلی کا اعتراض:

علماء بریلی اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم خدا مردوں کو زندہ کرنے، مٹی کے بنائے ہوئے بے جان پرندے کو پھونک مار کر زندہ کر دینے، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو شفاء یاب کرنے کے معجزات تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ "تقویۃ الایمان" کے مطابق تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدہن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرک ٹھہریں گے، کیونکہ وہ اس کے دعویدار ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی ان آیات مقدسہ پر یقین رکھنے والے تمام مسلمان بلاکم وکاست اس فتویٰ کی زد میں ہوں گے، کیونکہ تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزہ دکھانے کی قوت عطا فرمائی۔ جبکہ عبارتِ "تقویۃ الایمان" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ قوت دی تب بھی مشرک۔

ایسے ہی اسی کتاب کی دوسری عبارت:

☆...... "یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے انبیاء واولیاء) یا چھوٹا (جیسے

عام انسان) اللہ تعالٰی کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویۃ الایمان، صفحہ:۴۴)

اعتراض:

علماء بریلی اس عبارت پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام علیہم السلام کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لفظ "چمار" سے منسوب کرنا انتہائی بے ادبی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے باپ کے لئے اس لفظ کو گوارا نہیں کرتا، تو اپنے نبی کے حق میں بھلا یہ لفظ کیوں برداشت کرے گا کہ جن پر تو وہ اپنے ماں باپ، مال و اولاد بلکہ اپنی جان تک قربان کرنا سعادت خیال کرتا ہے۔

اسی طرح تقویۃ الایمان کے صفحہ:۵۰ پر ہے۔

☆......"اوّل تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ بر لانے کی طاقت ہو یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ تعالٰی ہے اور اُسی نے ہم کو پیدا کیا ہے، تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا، تو وہ اپنے کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے نہیں، تو کسی چوہڑے کا تو کیا ذکر؟" (تقویۃ الایمان صفحہ:۵۰،۵۱)

اعتراض:

اس جگہ اس بات سے قطع نظر کہ صاحبِ "تقویۃ الایمان" حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو کام کا سمجھتے ہیں یا نہیں۔ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حاضر و ناظر ہیں یا نہیں یا پھر ان کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ توجہ طلب امر صرف یہ ہے کہ مسلمان یا رسول اللہ کہہ کر کسے پکارتے ہیں؟ اور مسلمان کسی چوہڑے چمار کو باذن اللہ حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں یا پھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ اگر تو وہ کسی چوہڑے چمار کو حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں، تو مؤلف کتاب مولوی اسمٰعیل دہلوی سچے ہیں، لیکن اگر مسلمان حضور کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں، تو پھر اس لفظ چوہڑے چمار پر مسلمان کا خون کیسے نہ کھولے گا؟ کیا وہ اپنے نبی کی شان میں یہ الفاظ برداشت کر لے گا؟ کیا اس کی غیرت ایمانی اُسے مصلحت کا لبادہ اوڑھا کر خاموش کر دے گی؟ کیا ایسی عبارات کی موجودگی میں اتحاد بین المسلمین کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں؟ معزز و محترم قارئین کرام ان تمام باتوں کا جواب آپ اپنے ضمیر سے دریافت فرمائیں۔

اسی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ: ۱۱۱ پر مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاجز اور بڑے بھائی کے برابر سمجھنے کی تاکید کی اور صفحہ: ۱۱۲ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خود ساختہ قول کو منسوب کیا کہ حضور نے فرمایا: ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“ وغیرہ وغیرہ۔

اعتراض:

جبکہ علمائے بریلی اور اُن کے ہم مسلک علماء کے نزدیک یہ باتیں احادیث مبارکہ کے سخت خلاف ہیں۔ نبی تو ایک طرف نبی کا غلام جو راہِ خدا میں شہید ہو جائے، اسے مردہ کہنا از روئے قرآن حرام ہے۔

پھر اُنہی کی کتاب ”صراطِ مستقیم“ (شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور) اس کتاب میں مولوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ اس کے صفحہ: ۱۶۹ پر تحریر ہے:

”نماز میں زنا کے وسوسہ سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں، اپنی ہمت کو

لگا دینا اپنے بیل یا گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے، کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔"

تھوڑا سا آگے جا کر درج ہے۔"وسوسہ والی رکعتوں میں سے ہر رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے۔"(صراط مستقیم:۱۶۹)

اس جگہ باعث نزاع یہ بات ہے کہ اس عبارت میں جماع کے خیال کو بیل اور گدھے جیسا غیر مضر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدہن......زنا......کی طرح مضر قرار دیا۔ پھر دلیل یہ پیش کی کہ"نبی کے خیال لانے میں عزت اور تعظیم ہے، جبکہ گدھے کے خیال میں یہ نہیں۔"

اعتراض:

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، تو ان کے دلوں میں اپنے امام یعنی رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا یا نہیں، اگر نہیں، تو اُن کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع و سجود کی کیسے خبر ہوتی تھی اور اگر خیال آتا تھا، تو معاذ اللہ حقارت و نفرت کے ساتھ آتا تھا، یا ادب و احترام کے ساتھ۔ اگر حقارت کے ساتھ آتا تو ناممکن ہے کہ وہ صحابی تو کجا مسلمان بھی نہ رہتے، کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت ہے، وہ کافر ہے اور اس مسئلہ پر تمام فرقے بلا امتیاز متفق ہیں اور اگر خیال تعظیم کی نیت سے آتا تھا تو اس عبارت کے مطابق اُن کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور کفارہ لازم۔ تو کیا انہوں نے کفارہ ادا کیا یا دنیا سے (عیاذاً باللہ) گناہوں کا بوجھ اپنے ساتھ ہی لے گئے؟ غرضیکہ اس ایک ہی عبارت میں بہت سے قابل

اعتراض پہلو ہیں۔ اسی قسم کی دیگر بہت سی عبارات، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، یکروزی، بلغۃ الحیران، عرف الجادی...... وغیرہم کتب میں موجود ہیں۔

اس جگہ یہ بتادینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صدر دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی ''شہاب ثاقب'' میں تحریر کرتے ہیں: ''مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں، (یعنی جن الفاظ میں حقارت کا شبہ پایا جاتا ہو) اگرچہ کہنے والے کی نیت حقارت کی نہ ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔'' (شہاب ثاقب، مطبوعہ دیوبند صفحہ:۵۷)

مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے اوپر سے الزام دھونے اور وہابیہ کی تردید میں مذکورہ بالا فتویٰ درج کیا ہے۔

محترم قارئین کرام! آپ گذشتہ اوراق میں مذکورہ عبارات کو بار بار پڑھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اُن سے احترام و محبت کا پہلو نکلتا ہے یا تنقیص و توہین کا۔ اگر ان عبارات سے توہین کا پہلو نمایاں نہیں، تو مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظمِ تعلیمات دارالعلوم دیوبند یہ ہرگز تحریر نہ فرماتے: اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا، تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے، تو خود کافر ہو جاتے۔'' (اشد العذاب از مرتضیٰ حسن دربھنگی، صفحہ:۱۳)

یعنی مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کہتے ہیں: ''خان صاحب نے علماءِ دیوبند کی عبارات میں تنقیص کا پہلو پایا تھا تب ہی فتویٰ لگایا تھا، حالانکہ ان میں تنقیص کا پہلو نہیں۔''

قارئین کرام! متنازعہ عبارات شانِ رسالت مآب کے لائق ہیں یا

نہیں۔اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہوئے ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جن میں ایسی عبارات موجود ہیں (صرف اس نیت سے ہی سہی کہ مسلمان لڑائی اور فتنہ سے محفوظ رہیں) ان کی اشاعت بند نہیں ہوسکتی؟ اگر بالفرض ان کا اپنی افادیت کے لحاظ سے شائع ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو کیا ان دل آزار عبارات کو نکالا نہیں جاسکتا؟ یا ان میں ترمیم نہیں کی جاسکتی؟ آخر یہ قرآن وحدیث تو ہے نہیں کہ ردّ وبدل کرنے والا کافر ہوجائے گا اور یا پھر کیا، محض اتحادِ اُمّت کی خاطر ان کتابوں سے اعلانِ لاتعلقی نہیں کیا جاسکتا۔

جبکہ دیوبندی حضرات کے اعمال ان اقوال سے مختلف ہیں، مثلاً دیکھیں کتاب براہین قاطعہ از مولانا انبیٹھوی، صفحہ:۱۴۸ پر ہے۔

"ہر روز اعادۂ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت ہر سال کرتے ہیں۔" (براہین قاطعہ:۱۴۸)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سال یوم ولادت منانا تو ایسے ہے جیسے ہندو اپنے بڑے سانگ کنہیا کا یومِ ولادت مناتے ہیں۔ دوسری جگہ پر ہے: بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہندو کفار) سے بڑھ کر بُرے ہوئے۔

(براہین قاطعہ:۱۴۸)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: محفلِ میلاد کہ جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور روایاتِ موضوعہ (گڑھی ہوئی) اور کاذبہ (جھوٹی) نہ ہوں۔ شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ:۲۴۵)

سوال: جس عرس میں صرف قرآن پاک پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو، شریک ہونا

جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس یا مولود میں شریک ہونا درست نہیں، کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ: ۲۴۸ مطبوعہ کراچی)

اسی کتاب کے صفحہ: ۱۲۰ پر ہے: "محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو (یعنی اگرچہ غلط کہانیاں نہ ہوں) یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا، یا دودھ پلانا، سب نادرست اور تشبّہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حالانکہ مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء کا عمل اس کے برعکس ہے۔ ربیع الاوّل کے مہینہ میں یہ حضرات سیرت النّبی کے موضوع پر بہت سے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ان میں حضور علیہ السلام کا میلاد (ولادت کا تذکرہ) پڑھا جاتا ہے، احباب کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ بعض جگہ شیرینی بھی تقسیم ہوتی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں بندہ (مؤلف رسالہ) نے خود اپنی آنکھوں سے طفیل احمد ضیاء (جماعت اسلامی فیصل آباد) کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا۔ (۱) جب سے سرکاری سطح پر ۱۲ ربیع الاوّل کا دن منانا شروع کیا گیا ہے۔ تقریباً تمام مسالک دیوبندی، بریلوی، شیعہ، غیر مقلّد کے علماء اس میں بہت بڑھ چڑھ کر حصے لیتے ہیں اسی طرح ماہِ محرم الحرام میں مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بہت شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان افعال میں ممانعت کی اس شدّت کو یہ حضرات بھی تسلیم نہیں کرتے، ورنہ حرام جانتے ہوئے ان افعال کے ہرگز مرتکب نہ ہوتے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو یہ

۱: مشہور دیوبندی راہنما مفتی محمود صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ عید میلاد النبی کا جلوس نکالتے رہے۔ اب ان کے جانشین اُن کی وفات کے بعد بھی جلوس نکالتے ہیں۔

افعال حکومت کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں تو پھر دو گنا گناہ ایک تو فعلِ ناجائز کے مرتکب ہوئے اور خدائے لم یزل کو ناراض اور حکومت کو راضی کیا۔ خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرے اور حکومت سے ڈرے، جبکہ حدیثِ نبوی اور عملِ حسین علیہ السلام سے ثابت ہے: ''مخلوق کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں کی جائے گی۔''

یہی حال دوسرے بہت سے باعث نزاع مسائل کا ہے۔ مثلاً وسیلہ اولیاء اللہ، یارسول اللہ کہنا خود کو عبدالرسول کہنا۔ اولیاء وانبیاء کو زندہ خیال کرنا، ایصال ثواب کرنا (خصوصاً دن مقرر کر کے) انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا، فوت شدہ سے فیض حاصل کرنا وغیرہم۔ ان سب باتوں کو ''تقویۃ الایمان'' ''درس توحید۔'' ''فتاویٰ رشیدیہ'' وغیرہ میں شرک، کفر، بدعت اشد حرام لکھا ہے، بلکہ مجموعہ تقاریر میں غلام اللہ خان راولپنڈی نے کسی کی طرف منسوب شدہ شے (مثلاً گیارہویں شریف یا فلاں کے سوم یا چہلم کا ختم وغیرہ) کو خنزیر سے بدتر اور حرام تحریر کیا ہے۔ (۱) بعض ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے علماء ان افعال کو جائز خیال کرنے والوں کو کافر مشرک، بدعتی نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض علماء کے اقوال قابلِ تحسین ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن مسلک دیوبند کے علماء میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر و مہتمم ہیں۔ مولانا صاحب روزنامہ ''جنگ'' لاہور میں دینی مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ ذیل میں ان سے کیے گئے چند ایک سوالات اور

۱: غلام اللہ خان صاحب کے استاد الاساتذہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں انہوں نے محرم الحرام میں امام حسین کی یاد میں سبیل لگانا یا پانی پینا اور عرس کی شیرینی کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یہی گنگوہی صاحب ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲ پر ہندوؤں کے تہوار دیوالی کے حلوہ پوری اور ہندوؤں کی طرف سے لگائی گئی سبیل کہ جس میں سودی روپیہ صَرف ہو، پانی پینا، بالکل درست اور جائز قرار دیتے ہیں۔ تعجب پر تعجب کہ کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک ''ہولی دیوالی'' غیر خدا نہیں یا پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کے نام ہیں۔ (معاذ اللہ) اگر نہیں تو پھر بزرگوں کے عرس اور حضرت امام حسین کے نام پر اتنی سختی اور ہندو تہواروں پر دل میں اتنا نرم گوشہ کیوں؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے: ''مسلمان تو آپس میں محبت کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہیں۔'' (سورہ فتح)

ان کی طرف سے دیئے گئے جوابات سپردِ قلم کیے جاتے ہیں تاکہ فرقہ پرستی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

(۱) سوال: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے یا سننے پر اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگانے کے بارے وضاحت فرمائیں کہ درست ہے؟

جواب: یہ عشق کے باب میں سے ہے، شریعت کے اعتبار سے نہیں۔ اگر دین کا جز سمجھ کر کیا گیا، تو بدعت ہو جائے گی، ورنہ نہیں (یعنی محبت کی وجہ سے کیا جا سکتا ہے)

(۲) سوال: جمعرات کے روز بعض لوگ کھانا خدا کی راہ میں اس نیت سے دیتے ہیں کہ اس کا ثواب ان کے قریبی وفات پانے والوں کو ہوتا ہے یا پہنچتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ درست ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء)

(۱)...... سوال: کیا عبدالرّسول نام رکھنا شرعاً درست ہے؟

جواب: اگر عبد کے معنی خادم کے لئے جائیں تو درست ہے۔ اگر بندے کے معنی لیا جائے تو ناجائز ہے۔ (جنگ لاہور ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء)

(۱)...... سوال: اولاد کی طرف سے بہت پریشان ہوں کوئی وظیفہ بتادیں؟

جواب: ہر روز صلوٰۃ التسبیح پڑھ کر اس کا وسیلہ پکڑ کر دعا مانگیں اور یہ چند کلمات وسیلہ کے میرا معمول ہیں۔ ان کو بھی کہہ دیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ دعا بہت جلد قبول ہوگی: یا اللہ! تیری رحمت کا وسیلہ، تیرے حبیب رحمۃ اللعالمین کا وسیلہ، تیرے تمام انبیاء کرام کا وسیلہ، تیرے حبیب کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وسیلہ میری اس مشکل کو حل فرما، جو بھی مشکل ہو، اس کی نیت کر کے کہے اس میں ذات کے ساتھ ساتھ اعمال کا وسیلہ بھی آ گیا، کیونکہ ان ہستیوں سے محبت کرنے کا حکم ہے...... الخ...... (وسیلہ کا مسئلہ حل ہو گیا)۔

(۱)......سوال: حسبنا اللّٰه ونعم الوکیل ۴۵۰ مرتبہ پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں؟

جواب: اجازت ہے۔ مجھے اس کی اجازت والد ماجد حضرت قبلہ مفتی محمد حسین امرتسری سے ملی تھی۔ اگر دس روز اس وظیفہ کو پڑھ کر والد صاحب کو ایصال ثواب کر دیں، تو ان کی روحانیت آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس کی برکت سے اس وظیفہ میں زیادہ برکت ہو گی۔ (یعنی فوت شدہ کو ایصال ثواب بھی اور اس سے حصولِ فیض بھی)۔

(جنگ ۱۹ جولائی ۱۹۵۸ء)

(۱)......سوال: کیا ولی اللہ حقیقتاً زندہ ہیں ان کا وسیلہ پکڑ کر حق تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے جو جان دے دے، وہ شہید ہے، خواہ جہادِ اصغر ہو یا جہادِ اکبر ہو اور نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ اگر جہادِ اصغر والے زندہ ہیں، تو اکبر والے بطریق اُولیٰ (یعنی زیادہ بہتر طریقے سے) زندہ ہیں۔ ان سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ (روزنامہ جنگ ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء)

(یعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں اور ان کا وسیلہ درست ہے۔)

(آخر میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب دیوبندی کا ایک اور فتویٰ نقل کرتا ہوں، اس سے کوتاہ بین اور ضدی علماء نصیحت حاصل کریں۔)

(۲)......سوال: قرآن پاک میں آیا ہے: لا تجعلو دعاء الرّسول یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عام آدمی کی طرح مت پکارو، آپ یہ فرمائیں کہ آپ کو ''یا محمد'' کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ''یا محمد'' کہنا تو کسی کے بھی نزدیک جائز نہیں البتہ اگر یا رسول اللہ کہہ لے تو جائز

ہے، بشرطیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرح ہر جگہ حاضر وناظر نہ سمجھے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے جذبہ محبت میں یارسول اللہ (علیہ السلام) کہنا جائز ہوگا۔

ع دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس قسم کے مسائل میں اگر انصاف سے دیکھا جائے، ضد بازی نہ ہو تو کوئی اختلاف حقیقی نہیں یہ ساری جنگ الزامات کی ہے۔ اختلافات کی نہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی جماعتوں کو متفق اور متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے......الخ۔

(روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین صفحہ:۲۱)

بلاشبہ کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر وناظر نہیں سمجھتا، بلکہ خدا تعالیٰ کی عطا سے سمجھتا ہے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے بعد تنگ نظر حضرات اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بدعتی، گمراہ کہنا، کہاں تک خدمتِ اسلام ہے؟

برصغیر میں گروہ بندی کی موجب اولین کتاب:

اس جگہ ایک اور بات واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ جو احباب بھی دلی طور پر مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کے خواہاں ہیں۔ ذرا اس پر غور فرمالیں کہ عقائد کے لحاظ سے تقریباً سب سے پہلی کتاب جو برصغیر میں مسلمانوں کے لئے گروہ بندی کا سبب بنی وہ "تقویۃ الایمان" ہے بعد میں تحریر کی جانے والی باعثِ نزاع کتب نے وہی کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی جو "تقویۃ الایمان" میں لکھا جاچکا تھا بلکہ "درسِ توحید" نامی کتاب پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مرتّب نے پوری "تقویۃ الایمان" ہی نقل کر دی ہے۔

اس کتاب "تقویۃ الایمان" کے متعلق اشرف علی تھانوی جو کہ علماء دیوبند

میں حکیم الامت کا درجہ رکھتے ہیں وہ اپنی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں درج کرتے ہیں:

''خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولوی گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص احباب کو جمع کیا جن میں سیّد صاحب، مولوی عبدالحیّ صاحب، شاہ اسحٰق، مولینا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مرادآبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی صاحب بھی تھے اور ان کے سامنے ''تقویۃ الایمان'' پیش کی اور فرمایا: میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تشدّد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا، لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزم جہاد کا ہے اس لئے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں جگہ پر ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحیّ صاحب شاہ اسحٰق صاحب، عبداللہ خان علوی، اور مومن خان نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہوگئی۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ: ۹۸،۹۹ مطبوعہ لاہور)

محترم قارئین کرام! اگر آپ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے دست و گریباں ہونے سے نالاں ہیں...... اگر آپ صلح پسند اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے باشعور مسلمان ہیں تو میں آپ کو خدائے ذوالجلال کی بزرگی کی قسم اور ناموسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا خود ''تقویۃ الایمان'' ہی کے مصنف نے یہ نہ کہہ دیا تھا کہ ''اس کتاب سے شورش ضرور ہوگی، لڑائی بھڑائی ہوگی۔'' اس کتاب میں کہیں تشدد بھی ہوگیا ہے۔ یہ کتاب جو آج بازار میں ملتی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۴۰ھ میں چھپی۔

(دیکھئے مقدمہ تقویۃ الایمان صفحہ:۱۶، اہل حدیث اکادمی)

اب ۱۴۳۳ھ ہے یعنی اس کتاب کو شائع ہوئے کم و بیش ایک سو نوے سال (۱۹۰) ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں میں کتنی شورش بپا ہوئی، کتنے لوگ فرقہ پرستی کی بھینٹ چڑھے، خونِ مسلم سے کتنی عباؤں کے دامن رنگین ہوئے، کتنے عزیز ترین احباب نفرتوں کے لاوہ نے جلا کر بھسم کر دیئے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صاحب ''تقویۃ الایمان'' کا یہ خیال ہے کہ ''توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔'' اتنے عرصہ میں نہ تو پورا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ قیامت تک پورا نہ ہوگا۔ حضرت جو بیج بو گئے تھے، اب وہ تناآور درخت بن چکا ہے، بلکہ اب تو اس کے پھل سے مزید درخت اُگ رہے ہیں پھر یہ لڑائی بھڑائی اس لئے نہیں کہ لوگوں کے غلط عقائد کی بناء پر ان کیلئے یہ کتاب قابلِ قبول نہ ہوگی بلکہ شورش برپا ہونے اور لڑائی بھڑائی کی وجہ جو خود مولوی اسمٰعیل صاحب بیان فرماتے ہیں، وہ یہ ہے۔ (خط کشیدہ عبارات ایک بار پھر پڑھیں) ''میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تشدّد بھی ہوگیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس

کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔" لفظ ضرور پر ذرا غور فرمائیں کہ کتنا یقین تھا مولوی اسمٰعیل صاحب کو۔

حدیث پاک میں جھوٹی گواہی دینے اور ریاکاری کو بھی شرکِ خفی فرمایا گیا ہے، مثلاً نمازی خیال کرے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بڑا متقی ہے یا کوئی حاجی اپنی عزت بڑھانے کیلئے کہے کہ میں حاجی ہوں یا کوئی واعظ تقریر کرتا ہوا خیال کرے کہ لوگ مجھے علاّمہ سمجھتے ہوں گے۔ علیٰ ہذا القیاس دکھاوے کی عبادت ریاکاری ہے اور یہ شرکِ خفی ہے۔

جبکہ بُت کو سجدہ کرنا، سورج، چاند، ستارے اور انسان وغیرہ کو پوجنا شرکِ جلی ہے۔

ظاہر ہے کہ شرکِ خفی کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ گنہگار ضرور ہوتا ہے، لیکن شرکِ جلی کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ جو حقیقتاً مشرک نہیں تھا۔ میں نے اسے بھی کافر و مشرک لکھ دیا ہے۔

محترم قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں میرے دلائل کو رہنے دیں تعصّبات سے بالاتر ہوکر خود فیصلہ فرمائیں کہ کسی مسلمان کو مشرک کہہ دینا کتنی خطرناک بات ہے، خود اپنا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے خود یہ کہا تھا۔ "اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے، ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔" اسی لئے ایک دور اندیش صاحب نے یہ "مخلصانہ" مشورہ دیا تھا کہ "اشاعت تو ضرور ہو، مگر فلاں فلاں جگہ ترمیم ہونی چاہیے۔" مگر شاید کس

مصلحت کی بناء اس کے مشورہ کو رد کر دیا گیا اور ترمیم نہ ہو سکی۔ افسوس صد افسوس کہ جس خطرہ کو خود مصنّف کتاب نے نہ صرف محسوس کیا، بلکہ برملا اعتراف بھی کیا۔ اسی چیز کو اس کے متبعین (تابع فرمان) ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں اور اس کتاب میں درج ہر بات کو قرآن و حدیث کی طرح ناقابلِ ترمیم خیال کرتے ہیں۔ اتحادِ ملّت کے ذمّہ دار علماء حضرات کہ جن کو چاہیے تو یہ تھا کہ ''تقویۃ الایمان'' میں جو غلط باتیں لکھی گئی تھیں خود مصنّفِ کتاب کی خواہش کے پیشِ نظر اُن کو مٹا دیتے مگر افسوس کہ ان ہی باتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آج تک کتابوں پر کتابیں لکھی جارہی ہیں۔ زمین و آسمان کے قلابے ملائے جارہے ہیں۔ اگر تقویۃ الایمان وغیرہ کی تمام باتوں کو من وعن تسلیم کرلیا جائے، تو کرہ ارض پر شاید ہی کوئی مسلمان رہے۔ جناب طفیل احمد ضیاء۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب اپنی مرضی یا حکومت کے ایماء پر ۱۲ ربیع الاوّل منانے والے تمام پاکستانی، مودودی صاحب، شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کی برسیاں منانے والے یومِ قائداعظم، یومِ اقبال، یومِ پاکستان وغیرہ منانے والے تاریخ مقرر کرکے مدرسوں میں سالانہ جلسے کروانے، ختم بخاری شریف اور صد سالہ جشن منانے والے (ا) وغیرہ وغیرہ تمام بلاکم وکاست کافر و مشرک ٹھہریں گے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کیلئے ذرا غور فرمائیں کہ یہ کتابیں نہ تو قرآن پاک کی طرح خدائے لم یزل کی طرف سے نازل شدہ وحی ہیں اور نہ ہی ''مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى'' جیسی زبانِ مقدّس سے نکلی ہوئی حدیث پاک ہے بلکہ مصنّف کے اپنے خیال کے مطابق بھی درست نہیں۔ اس لئے ان میں تبدیلی کرنا حرام و ناجائز نہیں بلکہ یقیناً کارِ ثواب ہوگا۔ خود مولوی اسمٰعیل صاحب کے اظہارِ خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ

ا: اس طرح یہ لسٹ بڑی طویل ہوجاتی ہے۔

اگر وہ زندہ رہتے تو شاید کبھی نہ کبھی ان کو اپنی اس تسلیم شدہ غلطی کا شدت سے احساس ہو جاتا۔ اور وہ خود اس کتاب کو یا تو پھاڑ دیتے یا مناسب ترمیم کر دیتے۔ یہ میرا دعویٰ ہی نہیں خود مولوی اسمٰعیل صاحب کی اپنی تالیف ''صراطِ مستقیم'' اس بات کی گواہ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اپنے پیرو مرشد کی تعریف جس انداز میں کی ہے، اس کا ایک ایک جملہ نہ جانے خود ان کے اپنے کتنے فتووں کی زد میں ہے بلکہ کئی جگہ پر تو حد سے ہی تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثلاً صراطِ مستقیم مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور کے صفحہ: ۳۲ سے صفحہ: ۳۴ تک فنا فی اللہ کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ابتداءً آگ اور لوہے کی مثال دے کر لوہا آگ میں رہ کر آگ ہی بن جاتا ہے۔ سمجھاتے سمجھاتے یہاں تک کہہ دیا:

''یعنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی ہے۔ خبردار! اس معاملے پر تعجب نہ کرنا، انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (یعنی بے شک میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا پالنے والا) صادر ہو سکتی ہے تو پھر اشرف موجودات جو حضرت سبحانہ وتعالیٰ کا نمونہ ہے۔ اگر اَنَا الْحَقُّ (کہ میں خدا ہوں) کا آوازہ صادر ہو تو تعجب کا مقام نہیں۔ (صراطِ مستقیم صفحہ: ۳۴)

کسی مجذوب یا مجنون کیلئے واقعی مقامِ تعجب نہیں لیکن حیرت میں ڈوب جانے کا مقام تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کے قلم سے نکلے ہیں، جس کا فتویٰ ''تقویۃ الایمان'' میں یہ ہے کہ: ''اگر کوئی سمجھے کہ کسی نبی ولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے تو تب بھی وہ مشرک ہو جائے گا۔'' (ملخصاً)

ذرا سوچیں کہ جو صاحب کل تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے کو بھی

شرک خیال کرتے تھے، آج یہاں تک فرما گئے: ''اگر کوئی انسان خود کو (معاذ اللہ) خدا کہہ رہا ہو تو انکار و تعجب نہ کرنا'' کیا یہاں اپنے پیر و مرشد کی تعریف کے لئے زمین ہموار کرنا مقصود تھا؟

بلکہ دوسری جگہ کسی بزرگ کی طرف ''جملہ'' منسوب کر کے یہاں تک کہہ گئے ''کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلّی فرما دے تو البتہ اس کی طرف التفات تک نہ کرونگا۔'' (صراطِ مستقیم صفحہ: ۳۰)

لا الہ الا اللہ! ذرا عقیدت تو ملاحظہ ہو کہ فرما دیا کہ اگر خدا تعالیٰ میرے مرشد کی شکل بنا کر میرے سامنے نہ آئے گا، تو میں ایسے رب کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ یہ کسی دیوانے کی بڑ ہوتی، تو نظر انداز کر دی جاتی، مگر یہ اس صاحب سے منقول ہے جس نے یہ ہی جملہ نقل کر کے ''تقویۃ الایمان'' میں قائل پر شرک کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یا للعجب! پھر اس کتاب ''صراط مستقیم'' میں اپنے پیر و مرشد کو نور بھی ثابت کر دیا۔ ا، مشکل کشا بھی ۲، حاجت روا بھی ۳، خدا تعالیٰ کی سلطنت کا مالک بھی ۴، شفیع بھی ۵، غوث بھی ۶، (یعنی فریاد کو پہنچنے والے) لوحِ محفوظ و آسمانی سلطنت کی سیر کرنے والا بھی ۷، ادنیٰ سی توجہ سے غیب دان بھی ۸، فوت شدہ سے فیض لینے والا بھی ۹، خدا کے ساتھ مصافحہ کرنے والا بھی ۱۰، رحمۃ اللعالمین بھی ۱۱، کلیم اللہ بھی ۱۲، اس کے سوا اور بھی بہت کچھ اس کتاب ہی سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ان کی دوسری کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں بدترین شرک ہیں بمصداق۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

---

۱ (۲۰۶، ۲۲۲، ۳۰۸)، ۲ (۱۳۹، ۳۱۵)، ۳ (۱۹۸)، ۴ (۲۰۲، ۲۶۸)، ۵ (۳۱۷، ۶۹)، ۶ (۳۱۱)، ۷ (۳۱۷)، ۸ (۳۱۷، ۳۱۸)، ۹ (۳۱۵)، ۱۰ (۳۱۴)، ۱۱ (حالانکہ یہ حضور علیہ السلام کا لقب ہے مولوی صاحب کے پیر کا نہیں)، ۱۲ (حالانکہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے)

پھر یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ ایک طویل داستان ہے۔اس جگہ مولوی عامر عثمانی فاضلِ دیو بند کی زیرادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "تجلّی دیو بند" کے دو حوالے پیش کرنے کی جسارت کررہاہوں جو کہ یقیناًباعث عبرت ہیں۔عامر صاحب رقم طراز ہیں:

"کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب "تصفیہ العقائد" سے نقل کر کے دارالعلوم دیو بند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے بارے آنجناب کا فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی کہ ان کے عقیل وفہیم مفتیوں کے دماغ میں کہ جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کوعلم دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں اور جن کے علم وفضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں۔ یہ بات آ گئی کہ ہو نہ ہو یہ عبارت مودودی یا اُس کے کسی چیلے کی ہے۔ (لے) پھر کیا تھا کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمادیا۔

فتویٰ نمبر ۱۴: الجواب:۔ انبیاء کرام علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ اباللہ) اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ نہیں۔اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!"

(سید احمد علی نائب مفتی دارالعلوم دیو بند)...... جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

مہر دارالافتاء فی دیو بند الہند

ماہنامہ تجلّی دیو بند، اپریل ۱۹۵۶ء

یہ فتویٰ جس کا عثمانی صاحب نے ذکر کیا یہ جب جماعت اسلامی کے اخبار

لے: خیال رہے کہ اکثر علماء دیو بند مودودی صاحب کو گمراہ خیال کرتے ہیں۔ جبکہ عامر عثمانی دیو بندی مودودی صاحب کے مداح ہیں۔

"دعوت" میں ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا تو تب اہل دیوبند پر یہ راز کھلا کہ افسوس جس ٹارگٹ پر ہم نے اندھادھند گولہ باری کی اور لاعلمی کے اندھیرے میں جسے دشمن کا ٹھکانا سمجھا تھا وہ ہمارا اپنا ہی آشیانہ تھا، جس عبارت کے حق میں ہم "مودودی" کا خیال کرتے ہوئے سچی بات کہہ گئے ہیں، وہ تو ہمارے ہی بانی مدرسہ دیوبند کی ہے۔ یہ انکشاف علماء دیوبند پر گویا بجلی بن کر گرا، وہ اس سے جس طرح مضطرب ہوئے، وہ خود عثمانی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے۔

ایک ایسا ہی حادثہ ۱۹۶۳ء میں پیش آیا، جبکہ ایک صاحب نے قاری طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ایک عبارت جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشارات وکنایات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ نقل کر کے مدرسہ دیوبند کو بھیجی کہ بتایئے اس کا دعویٰ کرنے والا اہلسنّت کے نزدیک کیا ہے؟ صدرِ مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا، وہ اختصاراً یہ ہے......

ان کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور انکا انکار کرتا ہے...... شخص مذکورہ ملحد اور بے دین ہے۔ عیسائیت اور قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدہ موسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیئے، جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (ا)

(سیّد مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند تجلّی، خاص نمبر دیوبند ۱۹۶۳ء)

"یہ استفتاء اور جواب "دعوت" دہلی میں شائع ہوا اور ساتھ ہی زلزلہ افگن راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب

ا: اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ملاحظہ فرمائیں: "تجلی دیوبند، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء" یا پھر دیکھیں کتاب "فکر دعوت" اس میں اس رسالہ کی فوٹو کاپی دی گئی ہے اور ہم نے وہاں سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔

"اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں۔" (تجلی دیوبند، خاص نمبر)

اس راز کی نقاب کشائی سے فی الواقع متعلقین دیوبند میں زلزلہ آ گیا کہ اپنا ہی صدر مفتی اور اپنا ہی مہتمم آخر کس کو گمراہ و بے دین کہیں اور کسے برحق؟ چنانچہ مفتی صاحب کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس فتوے سے رجوع کریں، مگر غالباً مفتی صاحب کا ضمیر اس حق کو جھوٹ کہنے پر آمادہ نہ تھا اس لئے مفتی صاحب رخصت پر چلے گئے۔ مولانا عامر عثمانی دیوبندی تحریر کرتے ہیں۔ "لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادگی ظاہر کیے بغیر مفتی صاحب انہی دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے حضرت مہتمم کو جو خط لکھا تھا، اس میں کم وبیش یہ الفاظ ضرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ذاتیات وشخصیات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا پیش آیا اور کس نے مفتی صاحب کے قلب میں ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد "الجمیعہ" بابت جنوری ۶۳ء میں مندرجہ ذیل اطلاع خود مفتی صاحب کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔

جمادی الاوّل ۸۲/ ۵ھ (۱۳۲۸ھ) کو مولوی انیس الرحمٰن قاسمی ساکن بھاگلپور نے بغیر ذکر نام کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتے ہوئے سوال پیش کیا تھا کہ یہ چار اقتباسات اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ سائل کی ایمانداری اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کتاب کے اقتباسات پیش کیے گئے صاحب کتاب سے خود براہِ راست مقصود متعیّن کروا لیتے کہ ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟ اہل سنّت کے مسلک اور قرآن و حدیث کی مخالفت تو نہیں، لیکن نہیں کیا گیا۔ کتاب اور مصنّف دونوں کو چھپا کر سوال کی صورت میں اقتباسات پیش کیے گئے اقتباسات اپنی ظاہری صورت وعبارت کے

لحاظ سے ظاہر آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویّہ اور مسلکِ اہل سنّت کے خلاف معلوم ہونے پر ۲۰-۵-۸۲ھ کو اس کا جواب لکھا گیا اور روانہ ہو گیا۔

(تھوڑا آگے جا کر درج ہے)

جواب کے لکھنے کے وقت تک مجھے کتاب کے نام اور صاحبِ تالیف کسی کا علم نہ تھا کہ یہ اقتباس ''اسلام اور مغربی تہذیب'' کے ہیں جو کہ حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی تصنیف ہے۔ اخبار ''دعوت'' دیکھنے کے بعد علم ہوا اور کتاب کا مطالعہ کیا جواب صرف قاسمی مکتب خیال کے مولوی انیس الرحمٰن صاحب کے اعتماد پر لکھا گیا تھا۔ اخبار ''دعوت'' کی اشاعت کے بعد علم ہوا کہ مقصود حقانیت نہ تھی، عوام کے ذہنوں کو پریشان کرنا اور کسی قلبی مضمر کا بخار نکالنا تھا، ورنہ اشاعت نہ کی جاتی۔ (مزید آگے جا کے فرماتے ہیں) اسلامی جماعت کے ارکان کی ایمان و دیانت کا مقتضی (تقاضہ) یہ نہیں ہے جو اس سوال میں ظاہر کیا گیا ہے۔ (ا) ......الخ......

(ماہنامہ تجلّی دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء)

محترم قارئین کرام! فرقہ وارانہ تعصّبات کی لعنت کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض اپنے ایمان کو مدّنظر رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایئے گا کہ کافی تگ و دو کے بعد مفتی صاحب نے جو رجوع کا انداز اختیار فرمایا ہے (اقتباس ایک بار پھر پڑھیں) کیا اس سے یہ بات عیاں نہیں کہ مفتی صاحب، انیس الرحمٰن صاحب پر محض اس لئے خفا ہو رہے ہیں کہ ''یہ کیوں نہیں بتایا کہ عبارت کس کی ہے؟ ورنہ وہ اپنے ہی مہتمم کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ اگر فتویٰ دے ہی دیا گیا تھا، تو مفتی صاحب کی ملازمت کا پاس کرتے اور شائع نہ کرتے۔'' لیکن مفتی صاحب یہ نہ ثابت کر سکے کہ عبارت موافقِ

(ا): مولوی انیس الرحمٰن قاسمی، دیوبندی ہونے کے باوجود جماعتِ اسلامی کے حامی ہیں۔ مفتی صاحب اسی لیے ان پر ناراض ہیں۔

قرآن وحدیث ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر یہ عبارت مودودی جماعت کے کسی فرد یا کسی اور کی ہے۔ تو فتویٰ وہی ہے جو دیا گیا ہے لیکن اگر عبارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہے تو مفتی صاحب معذرت خواہ ہیں اور بقولِ "تجلّی" مہتمم صاحب کے قصیدہ خواں ہیں۔ (یہ ہے اپنے اور بیگانے کا فرق)

حاصل کلام:

معزز قارئین کرام! یہ ہی وہ شے ہے کہ جس کی طرف آپ تمام مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنے کی جسارت کررہا ہوں اور آپ حضرات کو زحمت دیتا ہوں کہ خدارا ذرا غور فرمائیں کہ اگر یہ عبارات اور کتابیں واقعی قابلِ اعتراض ہیں اور یقیناً ہیں، بلکہ دیوبندی حلقہ کے معروف صحافی فاضلِ دیوبند اور عامر عثمانی صاحب "زلزلہ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا "تقویۃ الایمان"، "فتاویٰ رشیدیہ"، "فتاویٰ امدادیہ"، "بہشتی زیور" اور "حفظ الایمان" جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کردیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد "ارواح ثلاثہ"، "سوانح قاسمی" اور "اشرف السوانح" جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو بس قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب ویابس سے بھری پڑی ہیں اور ہمارے عقائد وہی ہیں جو اوّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔"

(زلزلہ صفحہ:۱۸۸)

تو کیا بایں صورت یہ بات ضروری نہیں ہو جاتی کہ امت مسلمہ کو فتنہ وفساد سے بچانے کے لئے قابلِ اعتراض کتب کی اشاعت بند کردی جائے۔ اگر

اپنے علماء کے خلاف دیا گیا فتویٰ واپس لیا جاسکتا ہے، معذرت نامہ شائع کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کہی گئی عبارات کو واپس نہیں لیا جاسکتا؟ چلو دیوبندی بزرگ کی طرح چورا ہے پر رکھ کر آگ لگانے کا نہیں کہتے۔ صرف اتنی ہی گزارش کرتے ہیں کہ ان کو دفن ہی فرما دیں یا ان سے اظہارِ برأت کر دیں ان کو حرزِ جاں بنا کر سینے سے لگائے رکھنا تو کسی طرح دانشمندی نہ کہلوا سکے گا۔ ورنہ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے علماءِ دیوبند خود اپنے ہی فتووں کی زد میں ہوں گے اور جو آئے دن دنگا فساد اور مساجد کی تالہ بندی ہو رہی ہے یہ اس پر مستزاد ہے۔

افسوس کہ! ہم مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ کر آپس میں ہی دست و گریبان ہونے لگے، ہم اپنے ہی نبی اور اس کے آل واصحاب کے متعلق مناظرے کرتے اور نور بشر کے جھگڑوں میں پھنسے رہے۔ دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ اہلِ دنیا نے جدید ترین ٹیکنالوجی اپنالی، چاند اور مریخ تک رسائی کے دعویدار بن گئے۔ اہلِ ایمان کی قوت جہاد کو کچلنے کے لئے مہلک ترین ہتھیار بنالیے اور ہم نے کیا بنایا، یہ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اچھالی، کسی مسلمان کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گمراہ اور کسی کو ملحد بنایا۔ اختلافات کی خلیج گہری سے گہری تر ہوتی چلی گئی اور میدان دوسروں کے ہاتھ رہا، انہوں نے مسلمانوں کی باہمی چپقلش سے خوب فائدہ اٹھایا۔

ذرا دل تھام کر ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبریں پڑھیے۔ ”بنگلہ دیش میں کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے۔“ (ایک خبر)

”ضلع رحیم یار خاں میں کئی ہزار افراد نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ حکومت نے تحقیقات کا حکم دے دیا۔“ (دوسری خبر)

''انڈونیشیا میں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو عیسائی بنالیا گیا۔ مسلمانوں کے اس سب سے بڑے ملک میں ۶۵۰ عیسائی مشن دن رات کام کررہے ہیں۔''

(روزنامہ جنگ، لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء)

اس خبر سے چند ماہ قبل یعنی مارچ ۱۹۸۵ء میں پادری ولیم مسیح سیالکوٹی کا اشتہار نظر سے گزرا:

''مسلمانوں! جواب دو!...... تمہارے علماء مولانا اسمٰعیل دہلوی اور مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: ''محمد صاحب مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں۔'' (کتاب تقویۃ الایمان) ''محمد صاحب کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔'' (تقویۃ الایمان صفحہ: ۵۰) ''محمد جیسا علم زید، بکر، بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان: صفحہ ۱۸ اشرف علی تھانوی) دوبارہ ان تمام حوالوں کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ: ''ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو، کیونکہ تمہارے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور ہمارے عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی، کوڑھوں کو تندرستی اور مردوں کو زندگی بخشتے تھے، اور ہمارے نبی عیسیٰ نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے، کتاب ملنے اور اپنی ماں کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔ اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔'' (یعنی قرآن سے ثابت ہے) ''اس لئے آؤ مسلمانوں! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ، بااختیار اور علم والے ہیں، ورنہ مردہ، بے اختیار، بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے۔''

(عیاذاً باللہ ثم عیاذاً باللہ، رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ)

انتہائی دکھ کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُس عیسائی پادری کی نقل کردہ

عبارات واقعتاً مذکورہ بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ان قرآن وحدیث سے تضاد رکھنے والی عبارات کی کوئی ایسی ویسی تاویل کر کے کسی ایسے شخص کو تو مطمئن کیا جاسکتا ہے کہ جس کے دل میں مذکورہ بزرگوں کی محبت ہو،لیکن کسی غیر کو تو صریح دلائل کے سوا مطمئن نہیں کیا جاسکتا۔

دعوت فکر:

محترم قارئین کرام! خیال فرمائیں کہ کہیں یہ ہماری انا کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہنے کی روش دوسرے مذاہب کو پھلنے پھولنے کا موقع تو فراہم نہیں کرتی؟ ہم اپنے بزرگوں کے تقدس کے بدلے کہیں اسلام وایمان کو تو قربان نہیں کر رہے؟ خدارا کبھی اس ڈگر پر بھی سوچیں کہ ہم خیر الامّت کا لقب رکھنے والے کس چاہِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔کل قیامت کے دن اپنے خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟اس خود فریبی کا ہمارے پاس کوئی جواب ہے؟

میرے محترم! ذرا سوچئے...... پاکستان میں فرقوں کی پہلے ہی کچھ کمی نہ تھی، اب ایک اور فرقہ یا فتنہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی زیرِ قیادت سر اٹھا رہا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے نہ جانے کتنے لیبارٹری ٹیسٹوں اور آپریشنوں کے بعد ایک نئی ''توحید'' دریافت فرمائی ہے۔آپ کے نزدیک تمام علماءِ بریلی، علماء دیوبند، علماءِ اہل حدیث اور حنبلی ومودودی وغیرہ سب گمراہ عقیدوں کے پیرو ہیں۔ فی الوقت دنیا میں اگر کوئی برحق ہے تو ڈاکٹر عثمانی صاحب یا ان کے پیروکار......حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔

کتابچہ ''اختلافی مسائل اور مسئلہ تکفیرِ امت'' (خصوصاً صفحہ:۱۷،۱۸،۲۲)

یہ کتابچہ ڈاکٹر صاحب کے ایک چیلے کا تحریر فرمودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کی حالتِ زار پہ رحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

بریلوی:

اب کچھ علماءِ بریلی کے متعلق بھی عرض کیا جاتا ہے۔ آپ پچھلے صفحات میں یہ وضاحت پڑھ چکے ہیں کہ دیوبند اور بریلی بھارت کے دو شہروں کے نام ہیں۔ ان شہروں میں اہلِ سنّت (حنفیہ) کے جدا جدا مدرسے تھے۔ اختلافِ عقیدہ کی بناء پر ان دونوں کو اپنی پہچان کے لیے اپنے اپنے شہروں کی طرف منسوب ہونا پڑا۔ پھر یہ ہی نسبت عقیدہ کی بات کرتے وقت ایک امتیازی نشان بن گئی، ورنہ نہ تو دیوبند کسی عقیدے کا نام ہے اور نہ ہی بریلی، جیسا کہ قبل ازیں یہ بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ علماء مدرسہ دیوبند محمد بن عبدالوہاب کے نظریات سے متاثر ہوکر ان کی طرف مائل ہوگئے تھے جیسا کہ "فتاویٰ رشیدیہ" وغیرہ کی عبارات سے عیاں ہے۔

علماءِ مدرسہ بریلی کے متعلق مشہور و معروف اہلِ حدیث عالم دین مولوی ثناء اللہ امرتسری تحریر کرتے ہیں۔

"امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسّی سال پہلے تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔" (شمع توحید از مولوی ثناء اللہ امرتسری)

دورِ حاضر کے ایک معروف مؤرخ شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں:

"انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدّت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔" (موجِ کوثر، طبع ہفتم صفحہ: ۷۰)

ہندوستان کے معروف محقق مالک رام رقم طراز ہیں: "جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال

تھے۔'' (نذرِ عرشی، مطبوعہ دہلی۔ تینوں حوالے از دعوتِ فکر، صفحہ: ۱۱)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مدرسہ بریلی والے کسی تحریک سے متاثر ہو کر نئے عقیدے کے حامی نہیں تھے، بلکہ ''نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کے حامی اور قدیم الخیال عالم تھے۔'' پھر بریلی ہی کیا پہلے امرتسر کے بھی تقریباً تمام مسلمان اسی عقیدے سے تعلق رکھنے والے تھے (اور یہ کسی بریلوی مکتبِ فکر کے آدمی کا خیال ہی نہیں بلکہ اہلحدیث (وہابی) عالمِ دین کے تأثرات ہیں)

باوجودیکہ یہ علماء سخت گیر قسم کے قدیم الخیال تھے۔ پھر بھی بہت سے لوگ کہ جن کہ افعال وکردار میں مکروہ اور بدعتی امور شامل تھے، خود کو اسی مسلک کے حامی کہلوانے لگے۔ ان لوگوں نے اعمال میں ان خرافات مثلاً بعض درختوں وغیرہ کو حصولِ اولاد کے لئے دھاگے باندھنا، وہاں چراغ جلانا، ہار لٹکانا، نوجوان عورتوں کا عرسوں اور عام مزارات پر جانا، وہاں مردوں اور عورتوں کا اکٹھے گھومنا، بعض جاہلوں کا بزرگوں کی قبور کو سجدہ کرنا یا بچوں کا سر ٹیکنا یا طواف کرنا یا بعض جعلی پیروں کا اپنے آپ کو سجدہ کرانا۔ (۱) عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر خوش ہونا، یونہی بعض ناجائز منتیں ماننا، بزرگانِ دین کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے ختم شریف دلاتے وقت ڈھول باجے وغیرہ کو شامل کر لینا جو کسی بھی صورت لائقِ تحسین نہیں اور جن کی خود علماءِ بریلی نے سختی کے ساتھ تردید کی۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کے چند فتاویٰ جات:

اس ضمن میں مشہور عالمِ دین امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے چند

۱: بزرگانِ دین، اساتذہ یا والدین کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینا حدیث پاک سے ثابت ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کا بوسہ لیتی تھیں اور کئی صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے۔ لہٰذا چومنے کو سجدہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

ایک فتاوے نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو عبرت حاصل ہو:

مسئلہ نمبر ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں، اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ، شرینی اور چاول وغیرہ کی نیاز دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد اِن درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم اور مع دستخط کے تحریر فرمایئے۔

بینو الکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطلات ہیں ان کا ازالہ لازم ہے: ما انزل اللہ بھا من سلطان (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی" (مرتّب)" ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلّی العظیم۔ (کتبہ عبدہ المذنب: احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، (احکامِ شریعت حصہ اول)

مسئلہ نمبر ۲: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عُرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں۔ پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برآئی کیلئے وہاں بیٹھتی ہیں، تو کیا اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عورتوں کو مزاراتِ اولیاء ومقابرِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔

(احکامِ شریعت، حصہ اول)

مسئلہ نمبر ۳: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیما از روئے شرع شریف موافقِ مذہبِ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی کرنا ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط (یعنی احتیاط یہ ہے کہ) منع ہے۔ خصوصاً مزاراتِ طیّبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، یہی ادب ہے...... الخ...... واللہ تعالیٰ اعلم!

(احکامِ شریعت حصہ دوم)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: (۱) پیر سے پردہ ضروری ہے کہ نہیں؟ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بِلا حجاب حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجّہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں۔ اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۲)...... یہ صورت محض خلافِ شرع وخلاف حیاء ہے ایسے پیر کی بیعت نہ چاہیے

(واللہ تعالیٰ اعلم، احکامِ شریعت حصہ دوم)

بہارِ شریعت از مولانا امجد علی رضوی کے چند فتاویٰ

مسئلہ: مسجد میں چراغ جلانے، یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز دلانے یا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا توشہ، یا عبدالحق کا توشہ، یا محرم کی نیاز، یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں، مگر یہ کام کرنے منع نہیں۔ کرلے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس بات کا خیال رکھے کوئی بات خلافِ شرع اس کے ساتھ نہ ملائے۔ مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے۔ یا چادر

چڑھانے کیلئے بعض لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے......الخ

(بہارِ شریعت، حصہ نہم)

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں بچوں کے ناک کان چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منّت مانتی ہیں، جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں۔ اگر مانی ہوں، تو پوری نہ کریں اور شریعت کے مقابلے میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوں ہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ منّت پوری نہ کریں گے، تو بچہ مر جائے گا۔ اگر مرنے والا ہوگا تو کیا یہ ناجائز منتیں بچالیں گی؟ منّت ماننا کرو تو نیک کام مثلاً نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف۔ قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑے پہنانے وغیرہ کی منّت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنّی عالم دین سے دریافت کرلو یہ منّت ٹھیک ہے یا نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ نہم)

مذکورہ بالا فتاوی سے علماء اہلِ سنّت (بریلوی) کا مذہب عیاں ہے۔ رسوم باطلہ پر عمل کرنے والے خیال فرمائیں کہ جن رسومِ باطلہ کے ناجائز ہونے پر تمام علماءِ (بریلی)، دیوبند، (اہلِ حدیث) متفق ہیں، ان کو اپنانا آخر کس مسلک پر عمل کہلوائے گا۔ ایک دوسرے پر کوئی الزام لگانے میں انتہائی محتاط رویّہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس بارے میں معروف بزرگ اور بریلوی عالمِ دین مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے اس ارشاد سے خاصی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

"ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزامِ کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے

پرائے کا امتیاز اہلِ حق کا شیوہ نہیں۔"

(چند سطور کے بعد ہے:)

"ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں، جنہوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنے گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور اُن کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہلِ حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں۔ اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے، تو بہت قلیل اور محدود افراد ہیں ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے اور نہ بریلی کا۔"

(مقالات کاظمی، حصہ دوم، صفحہ: ۲۵۸)

اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے، تو اس فتویٰ سے کوئی بھی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا، خواہ وہ کسی بھی مسلک کا پیروکار کیوں نہ ہو، کیونکہ ہر ایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی شان میں گستاخی کفر ہے۔

آخر میں ایک بار پھر علماء حضرات سے بالخصوص اور عوام الناس سے بالعموم اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کا واسطہ (جو تمہارے دلوں میں ہے) دے کر گزارش کرتا ہوں کہ خدارا ضِد بازی کو ترک کر دیں، حق گوئی میں اپنے بیگانے کا امتیاز نہ رکھیں۔ دنیا کی بجائے آخرت کو ترجیح دیں۔ خیال فرمائیں کہ اگر دورِ جدید کے علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے شدت پسند کی جن کی زبان سے بیگانے تو

بیگانے اپنے بھی نالاں ہوں۔ (۱) جو شیخ پر میت کے سوم کے ختم کو بدعت قرار دینے کے باوجود صرف حکومت وقت کو راضی کرنے کیلئے ایک اعلیٰ عہدے دار کی رسمِ قل میں شرکت کر سکتے ہیں۔ (۲) تو کیا خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لیے تھوڑی سی قربانی نہیں دے سکتے؟ اگر مفتی محمود صاحب حصولِ اقتدار اور سیاسی اتحاد کی خاطر لیاقت باغ راولپنڈی کے انتخابی جلسہ میں یہ اعلان فرما سکتے ہیں۔ (۳) ''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور میں دونوں حضرت داتا گنج ہجویری اور قائداعظم محمد علی جناح کے مزاروں پر جا کر فاتحہ خوانی کرنے کو تیار ہیں، بشرطیکہ مولانا کوثر نیازی استعفیٰ دے دیں۔''

(نوائے وقت ۵ فروری ۱۹۷۷ء، دین کے آئینہ میں)

تو کیا مذہبی اتحاد اور رضائے خدا تعالیٰ کی خاطر وسعت قلبی کا مظاہرہ نہیں کیا جا سکتا ہے؟ اگر بھٹو صاحب کے معزول کی خوشی میں حلوے کی دیگیں پکا کر (اور اکثر جگہ ختم شریف پڑھ کر) دیوبندی، بریلوی سب اکٹھے بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں تو کیا اپنے نبی کی ولادت کی خوشی میں اس اتحاد کا مظاہرہ نہیں کیا جا سکتا؟

ہم مسلمان جتنا زور ان اشیاء کے جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر صرف کرتے ہیں اگر اس سے نصف محنت بھی ملک میں پھیلی ہوئی فحاشی، عیاشی، رشوت اور چور بازاری جیسی قباحتوں کے خلاف کرتے، تو یقیناً ان میں بڑی حد تک کمی آجاتی، مگر کیا کیا جائے یہ گناہ کے کام کرنے میں تو ہمارا بڑا اتحاد ہو جاتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا نام ہو تو فوراً اختلاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور اپنے

۱: ملاحظہ فرمائیں ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور، ص ۵، ۳۰ اگست ۱۹۴۸ء

۲: ملاحظہ فرمائیں ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور، ص ۷، اگست ۱۹۴۸ء

۳: ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں ہے کہ مفتی محمود اور عبید اللہ انور داتا دربار گئے وہاں حلوہ تقسیم کیا اور ان کی دستار بندی کی۔

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اتحاد واتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت اور اطاعت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین!

ضروری وضاحت:

(۱)......رسالہ میں جتنے حوالے نقل کیے ہیں وہ پوری ذمہ داری سے نقل کیے گئے ہیں۔

(۲)......بندۂ ناچیز (مؤلف رسالہ ہٰذا) نے یہ رسالہ پورے اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اتحادِ مسلم کے جذبہ کے تحت لکھا ہے۔فلہٰذا اگر میرے قلم سے کوئی ایسے الفاظ تحریر ہو گئے ہوں کہ جن سے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو دلی صدمہ پہنچا ہو یا خدائے لم یزل کی ناراضگی کا باعث ہوں تو بندہ معذرت خواہ ہے اور بارگاہِ ربّ العزت سے اس کے حبیب علیہ السلام کے صدقہ،اس قصور کے عفو کا خواستگار ہے۔

اگر آپ فیصلہ نہیں کر سکتے تو......

استخارہ کیجئے

ہر مذہب و مسلک اپنے حق میں دلائل دیتا ہے۔اگر آپ تذبذب میں ہوں تو استخارہ کیجئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام کے لئے دعائے استخارہ سکھلاتے تھے،جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھلاتے اور فرماتے کہ تم میں جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے،تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ ط فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ o اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاَقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاَصْرِفْنِیْ فِیْہِ وَاَقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ط

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، بیشک تو قادر ہے، میں عاجز ہوں تو جانتا ہے اور میں بے علم ہوں اور تو تو (تمام) غیبوں کا جاننے والا ہے، اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ یہ کام اگر میرے لیے دین ودنیا، زندگی وآخرت میں بہتر ہے اور اس جہان میں تو اسے مجھ کو عطا فرما اور اس کام کو میرے لیے، آسان کر دے اور اس میں مجھے برکت دے اور تو جانتا ہے کہ یہ کام اگر میرے لیے، میرے دین، میرے معاش، میری زندگی، میرے انجام میں، اس جہاں یا اُس جہان میں بُرا ہے تو تو مجھے اس سے بچا اور اُسے مجھ سے دور رکھ اور مجھے بھلائی عطا فرما، جہاں ہو پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔''

مستحب ہے کہ دعا کے اوّل وآخر درود شریف ضرور پڑھے۔ پھر بڑی عاجزی، انکساری اور دلجمعی کے ساتھ دعا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سات بار (روز) استخارہ کرے، پھر دیکھے کہ دل میں کیا گزرا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ دعا مانگ کر باوضو قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو بہتر ہے اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو جس خیال پر آپ ہیں وہ غلط ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

پیرِ طریقت سیّد محمد سعید الحسن شاہ کی تصنیف

خاندانِ مصطفیٰ ﷺ

سیرت اِمام الا انبیاء ﷺ

رہبرِ زندگی مع طبِ نبوی ﷺ

صلوٰۃ الرسول ﷺ

حج وعمرہ کے عام فہم مسائل

اخلاقِ کریمہ کی ضیاپاشیاں

تاجدارِ بطحا (پاکٹ سائز) نعتیہ مجموعہ

محافلِ نعت کے آداب اور تقاضے

ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

تاجدارِ کربلا رضی اللہ عنہ

مفتاح الجنتہ

ریاض الجنتہ

کتاب الزکوٰۃ

کتابُ الصوم

اسلامی جہاد

کتاب الطاق

قربانی کے ضروری مسائل

انسان درندہ کیوں؟

سازش کا انکشاف

اتحادِ اُمت

فوز وفلاح

انجامِ گلستان

علاماتِ قیامت اور [illegible] امام مہدی

حزب الاسلام پرنٹرز مدینہ مارکیٹ امین پور بازار فیصل آباد 0300-6689936